حفیظؔ ہوشیار پوری کی غزل کا عروضی تجزیہ

زبیر خالد *

Abstract:

Hafeez Hushiarpuir (1912-1973) is one of hte most important ghazal poets of Pakistan. He was one of the founders of Halqa-i-Arbab-i-Zauq. He was a researcher, teacher of philosophy and was highly skilled in "Tarikh-goee". Also he was the mentor of Nasir Kazimi. His poetry reflects intense 'taghazzul' as well as expertise in poetic technique. Prosodic trends is an aspect of his poetry. The abundance of metres, their selection and some delinquencies are noticeable. In this article, his prososdic tendencies have been compared with those of other poets in a cursory manner. The study reveals not only Hafeez's metrical know-how but also surprisingly brings forth some delinquencies which are unexpected of a poet of such calibre both from creative and technical points of view.

تعارف:

حفیظؔ ہوشیار پوری کے مجموعۂ کلام 'مقامِ غزل' میں شامل غزلوں کے عروضی تجزیے پر مبنی زیرِ نظر مقالے کا مقصود ان کے ہاں بحور کے تنوع اور تقابلی کثرتِ استعمال کے بارے میں تکنیکی حقائق پر روشنی ڈالنا ہے۔ حفیظؔ پاکستانی غزل گو شعراء میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں اور شعری تکنیک میں خاص مہارت بھی اُن کا خاص وصف ہے۔ مشرقی شعریات کے طلباء کے لیے اُن کی عروضی مہارت اور رجحانات سے آگاہی مفید ہو سکتی ہے۔

اردو غزل میں آج تک استعمال ہونے والی بحور کا شمار اگرچہ ایک سو سے بھی زیادہ ہے، لیکن کسی ایک غزل گو کے ہاں یہ تعداد عام طور پر بیس سے بمشکل بڑھ پاتی ہے۔ میرؔ نے دعویٰ کیا تھا:

کہے میں نے اشعار ہر بحر میں
ولیکن قیامت روانی کے ساتھ

مگر ان کے ہاں مستعملہ بحور کی تعداد صرف چھبیس [۱] ہے۔ یہی تعداد حفیظؔ کے استاد صوفی تبسم کے ہاں

* استاد شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج بورے والا

ملتی ہے۔ فانی بدایونی نے تیس بحریں برتی ہیں۔ راقم کی معلومات کے مطابق معروف غزل گو اردو شعراء میں سے کثرتِ بحور کے اعتبار سے ناصر کاظمی سب سے آگے ہیں[۲]۔ ان کی غزلیں سینتیس بحروں میں ہے۔ حفیظ ہوشیار پوری کا شمار بھی ان غزل گو شعراء میں ہوتا ہے جنھوں نے بحور کے تنوع کی طرف توجہ دی ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں اس کے مجموعۂ کلام 'مقامِ غزل'[۳] کی غزلیات کی بحور کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

طریقِ کار:

عروضی تجزیے کے نتائج پیش کرنے سے پیش تر، طریقِ کار کے سلسلے میں بعض وضاحتیں ضروری معلوم ہوتی ہیں:

i۔ حرکات وسکنات کی ایک مقررہ خوش آہنگ ترتیب (Permutation) کا نام وزن قرار پائے گا۔

ii۔ اوزان کا ایسا گروہ (Set) بحر کہلائے گا جو باہم تبادلہ پذیر ہوتے ہیں یعنی کسی ایک شعر پارے میں ان کا اجتماع روا ہوتا ہے۔

iii۔ ہر بحر کے اوزان میں سے ایسا وزن 'نمائندہ وزن' کہلائے گا جس میں سے بحر کے باقی ماندہ تمام یا زیادہ سے زیادہ اوزان سادہ ترین اُصولی تبدیلیوں کے ذریعے استخراج کیے جاسکیں۔

iv۔ ایسی ہر بحر ایک علیحدہ اور مستقل بحر سمجھی جائے گی جس کے سارے کے سارے اوزان کا کسی دوسری بحر کے تمام اوزان کے ساتھ اجتماع جائزہ نہ ہو۔ اس اُصول میں بحر کی تعریف مندرجہ بالا اُصول نمبر (ii) کے مطابق ہے۔

v۔ بحر کا عروضی نام 'نمائندہ وزن' کے ارکان کی بنیاد پر رکھا جائے گا اور نمائندہ وزن کے ارکان بحر کے ارکان کے طور پر بیان کیے جائیں گے۔

vi۔ نمائندہ وزن صرف ایک مصرع کا بیان کیا جائے گا جب کہ بحر کا نام دو مصرعوں کے نمائندہ وزن کے مطابق ہوگا۔

vii۔ مکرر اور متواتر وارد ہونے والے زحافات کا ذکر بحر کے نام میں ایک مرتبہ کافی سمجھا جائے گا۔

viii۔ مصرعے کے آخر میں یا وقفے کے مقام پر آنے والے ایک سے زائد ساکن حروف کو تقطیع میں نہیں لیا جائے گا۔

متن سے متعلق بھی دو صراحتیں پیشِ نظر رہیں۔

i- فردیات جو مجموعۂ کلام میں علیحدہ حصے کے طور پر شامل ہیں۔ زیرِ نظر تجزیے کے حصار میں نہیں لائی گئیں۔

ii- بعض مقامات پر کتابت میں غفلت سے مصرعے ناموزوں ہو گئے ہیں۔ احساسِ موزونیت یا ادراکِ وزن سے انہیں بآسانی درست پڑھا جا سکتا ہے۔

ملاحظہ ہوں بحور کے نام، نمائندہ اوزان ان میں کہی گئی غزلوں کی تعداد اور مثال کے طور پر ایک ایک منتخب شعر:

۱۔ بحر ہزج مثمن سالم: مفاعیلُن مفاعیلُن مفاعیلُن مفاعیلُن (سولہ غزلیں)

جدائی کا سماں ہے آج تک اپنی نگاہوں میں
نہ کوئی بات کی تم نے، نہ کوئی بات کی ہم نے

۲۔ بحر ہزج مسدّس محذوف: مفاعیلُن مفاعیلُن فعولُن (آٹھ غزلیں)

اگر تُو اتفاقاً مِل بھی جائے
تری فُرقت کے صدمے کم نہ ہوں گے

۳۔ بحر ہزج مربّع اخرب مکفوف مضاعف: مفعُول مفاعیلُن مفعولُ مفاعیلُن (ایک غزل)

کیا تم کو بتائیں ہم، کیوں کھوئے سے رہتے ہیں
ہوتی ہیں محبت میں کچھ غور طلب باتیں

۴۔ بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف: مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولُن (پانچ غزلیں)

تُونے اسے تعبیر کیا عشق سے ورنہ
کِس کے لیے اے دوست پریشاں نہ ہوئے ہم

۵۔ بحر ہزج مسدّس اخرب مقبوض محذوف: مفعولُ مفاعلُن فعولُن (سات غزلیں)

[پہلے اور دوسرے رکن کے درمیان تخنیق کے ذریعے ایک ذیلی وزن حاصل ہوتا ہے]

دیکھا کئی زاویوں سے تجھ کو
اشکوں کا وہ سلسلہ تھا درپیش

۶۔ بحر ہزج مربّع اشتر سالم مضاعف: فاعلُن مفاعیلُن فاعلُن مفاعیلُن (ایک غزل)

اک تمام شیرینی ، اک تمام رنگینی

طرزِ گفتگو ان کی ، شیوۂ بیاں اپنا

۷۔ بحر رجز مربّع مطوی مخبون مضاعف: مفتعِلُن مفاعلُن مفتعِلُن مفاعلُن (دوغزلیں)

آہ کوئی نہ کر سکا چارۂ تلخیٔ فراق

نالۂ صبح کے بغیر ، گریۂ شام کے سوا

۸۔ بحر رمل مثمّن محذوف: فاعلاتُن فاعلاتُن فاعلاتُن فاعلُن (دس غزلیں)

حُسن کو دیکھا ہے میں نے حُسن کی خاطر حفیظؔ

ورنہ سب اپنا ہی معیارِ نظر دیکھا کیے

۹۔ بحر رمل مسدّس محذوف: فاعلاتن فاعلاتن فاعلُن (سات غزلیں)

دیکھ لی اے غائبِ حاضر نُما!

تیری صورت تیری صورت کے بغیر

۱۰۔ بحر رمل مثمّن مخبون محذوف: فعِلاتُن فعِلاتن فعِلاتن فعِلُن (بیس غزلیں)

[پہلا رکن فاعلاتن آ سکتا ہے۔ نیز آخری رکن میں تسکینِ اوسط جائز ہے۔ یوں تین ذیلی اوزان حاصل ہوتے ہیں]

جب کبھی ہم نے کیا عشق پشیمان ہوئے

زندگی ہے تو ابھی اور پشیماں ہوں گے

۱۱۔ بحر رمل مسدّس مخبون محذوف: فعِلاتُن فعِلاتُن فعِلُن (بارہ غزلیں)

[بحر نمبر ۱۰ کی طرح اس کے بھی تین ذیلی اوزان بنتے ہیں]

گنگ ہیں ترکِ محبت کرکے

عشق اندازِ بیاں ہو جیسے

۱۲۔ بحر رمل مربّع مشکول سالم مضاعف: فعِلاتُ فاعلاتُن فعِلاتُ فاعلاتُن (ایک غزل)

کبھی نام یاد تیرا ترے رُو برو نہ آیا

کبھی اپنے سائے کو بھی ترے نام سے پُکارا

۱۳۔ بحر کامل مثمّن سالم: مُتَفاعلُن متفاعلُن متفاعلُن متفاعلُن (دوغزلیں)

یہ تمیزِ عشق و ہوس نہیں، یہ حقیقتوں سے گریز ہے
جنھیں عشق سے سروکار ہے وہ ضرور اہلِ ہُوس بھی ہیں

۱۴۔ بحر متقارب مثمّن سالم: فعولُن فعولُن فعولُن فعولُن (دو غزلیں)

بہت دوستوں کو ملایا اسی سے
جُدا تم سے جس بات پر ہو گئے ہم

۱۵۔ بحر متقارب مثمّن محذوف: فعولُن فعولُن فعولُن فعَل (چار غزلیں)

روایاتِ وصل و فراق اب کہاں
نئی قربتیں ہیں نئے فاصلے

۱۶۔ بحر متقارب مثمّن مقبوض مرّ تین مخنق مضاعف: [۴]

فعولُ فعلُن فعولُ فعلُن فعولُ فعلُن فعولُ فعلُن (تین غزلیں)

بقدرِ توفیق بہرہ ور ہو تصّرفِ دردِ آرزو سے
کہ ابتدا قدِ یار سے ہے تو انتہا اوجِ دار تک ہے

۱۷۔ بحر متقارب مثمّن اثرم مقبوض سالم: فاعِ فعولُن فعولُ فعولُن (ایک غزل)

[ہر دو متواتر ارکان کے مابین عملِ تخنیق سے سات ذیلی اوزان حاصل ہوتے ہیں] [۵]

تیری شکایت تیرے منھ پر
کب کی بات کہاں یاد آئی

۱۸۔ بحر متقارب مثمّن اثرم مقبوض محذوف: فاعِ فعولُ فعولُ فعَل (ایک غزل)

[بحر نمبر ۱۷ کے طریق پر کُل اوزان آٹھ ہو سکتے ہیں]

مجھ کو دیکھنے آتا ہے
جس نے بھی تم کو دیکھا

۱۹۔ بحر متقارب مثمّن اثرم مقبوض سالم مضاعف:

فاعِ فعولُ فعولُ فعولُن فاعِ فعولُ فعولُ فعولُن (ایک غزل)

[بحر نمبر ۱۷ کے آٹھ اوزان مضاعف ہو کر چونسٹھ ۶۴ اوزان بن جاتے ہیں]

شہد شکن ہونٹوں کی لرزش عشرتِ باقی کا گہوارہ
دائرۂ امکانِ تمنا نرم لچکتی باہوں کے خم

۲۰۔ بحر متقارب اثرم مقبوض محذوف شانزدہ رکنی:

فاعِ فعولُ فعولُ فعولُ فعولُ فعولُ فعولُ فعَل (تین غزلیں)

[ہر دو متواتر ارکان کے مابین عملِ تخنیق سے ایک سو ستائیس ذیلی اوزان کا استخراج ممکن اور جائز ہے]

فاصلۂ یک چاکِ گریباں، دورِ خزاں اور موسمِ گُل
دیوانوں پر یہ الزام کہ رنگ بدلتے رہتے ہیں

۲۱۔ بحر متقارب اثرم مقبوض سالم اثرم مقبوض محذوف چہاردہ رکنی:

فاعِ فعولُ فعولُ فعولُن فاعِ فعولُ فعَل (ایک غزل)

[ہر ممکن مقام پر تخنیق کا اختیار استعمال کرنے سے کُل اوزان کی تعداد بتیس ہو جاتی ہے۔ نیز فعولُ فعلُن پہلے دو اور پانچویں چھٹے رکن کے طور پر بھی آ سکتے ہیں]

دل تو اُجڑتے بستے ہی ہیں، یہ تھا کسے معلوم
ایک نظر ویران کرے گی، ایک نظر آباد

۲۲۔ بحرِ متدارک مثمّن سالم: فاعلُن فاعلُن فاعلُن فاعلُن (دو غزلیں)

ایک رستے کی بے انتہا منزلیں
ایک منزل کے بے انتہا راستے

۲۳۔ بحر متدارک مثمّن مخبون مضاعف: فعِلُن فعِلُن فعِلُن فعِلُن فعِلُن فعِلُن فعِلُن فعِلُن (چار غزلیں)

[ہر رکن میں تسکینِ اوسط سے دو سو پینسٹھ اوزانِ ذیلی کا استخراج ممکن اور جائز ہے]

آرائشِ بزمِ ہستی ہے یا حسنِ ازل کی خودنگری
اب تک وہ اپنے بکھرے ہوئے جلووں کو مجسم کرتے ہیں

۲۴۔ بحر سریع مسدّس مطوی مکشوف: مُفتَعِلُن مُفتَعِلُن فاعلُن (ایک غزل)

عشق ہے یہ ، زور نہیں عشق پر
یا نہ کبھی ہو سکا یا ہوگیا

۲۵۔ بحرِخفیف مسدّس مخبون محذوف: فعِلاتُن مفاعلُن فعِلُن (سترہ غزلیں)

[بحر نمبر ۱۰ کی طرح پر مزید تین اوزان حاصل ہوتے ہیں]

دل سے آتی ہے بات لب پہ حفیؔظ
بات دل میں کہاں سے آتی ہے

۲۶۔ بحرِمضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف: مفعولُ فاعِ لاتُ مفاعیلُ فاعِلُن (چوبیس غزلیں)

سُوجھا ہے بے قراریٔ دل کا علاج خوب
میں نے سمجھ لیا ہے جہاں بے قرار ہے

۲۷۔ بحرِمضارع مربّع اخرب مکفوف مضاعف: مفعولُ فاعِ لاتُن مفعولُ فاعِ لاتن (ایک غزل)

اب اور داد کیا ہو، اے جلوۂ مجسم
آئینہ بن گئے ہم ، حیران ہو گئے ہم

۲۸۔ بحرِمُجتَث مثّمن مخبون محذوف: مفاعِلُن فعِلاتُن مفاعِلُن فعِلُن (اُنتالیس غزلیں)

[آخری رکن میں تسکینِ اوسط سے ایک ذیلی وزن برآمد ہوتا ہے]

تمام عمر ترا انتظار ہم نے کیا
اس انتظار میں کس کس سے پیار ہم نے کیا

۲۹۔ بحرِمجتث مثّمن مخبون: مفاعِلُن فعِلاتن مفاعِلُن فعِلاتُن (ایک غزل)

[فعِلاتن میں تسکینِ اوسط سے تین ذیلی اوزان کا اضافہ ہوتا ہے]

ابھی ہے ان سے تعلق ، برنگِ ترکِ محبت
کسی نے ذکرِ محبت کیا تو آنکھ بھر آئی

نتائج:

حفیؔظ ہوشیار پوری کی استعمال کردہ بحور میں غزلوں کی تعداد گراف کی شکل میں مقالے کے آخر میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ کثرتِ استعمال کے اعتبار سے بعض مشاہدات قابلِ ذکر ہیں۔ 'مقامِ غزل' کی کُل ایک سو ستانوے غزلوں میں انتیس بحریں 'سنائی' دیتی ہیں۔ غزلوں کی نصف سے زیادہ تعداد صرف چار بحور میں ہے۔ ملاحظہ ہوں:

۱۔	بحر مجتث مثمّن مخبون محذوف:	۳۹ غزلیں =	۱۹ء۸۰ فی صد
۲۔	بحر مضارع مثمّن اخرب مکفوف محذوف:	۲۴ غزلیں =	۱۲ء۱۸ فی صد
۳۔	بحر رمل مثمّن مخبون محذوف:	۲۰ غزلیں =	۱۰ء۱۵ فی صد
۴۔	بحر خفیف مسدس مجنون محذوف:	۱۷ غزلیں =	۸ء۶۳ فی صد
	چار بحریں:	۱۰۰ غزلیں =	۵۰ء۷۶ فی صد

اردو غزلیات کا کوئی بھی مجموعہ اٹھا کر دیکھ لیجیے نصف کے لگ بھگ غزلیں انہی چار بحور میں ملیں گی۔ گویا حفیظؔ ہوشیار پوری کی مرغوب ترین بحور جمہور متغزلین کی ترجیحات کے مطابق ہی ہیں۔ دس بحور ایسی ہیں جن میں حفیظؔ نے ایک ایک غزل کہی۔ بحر سریع کلاسیکی مثنویوں میں برتی گئی ہے اور عروض کی کتابوں میں اس کی خوش آہنگی کو سراہا بھی جاتا رہا ہے لیکن جدید غزل گو شعراء نے شاذو نادر ہی اس بحر میں طبع آزمائی کی ہے۔ حفیظؔ نے ایک غزل بحر سریع مسدس مطوی مکشوف میں لکھ کر مذکورہ آہنگ کو از سرِ نو رواج دینے کی ترغیب دی ہے۔

ہندی نژاد بحور میں، بحر متقارب کی چھبیس اور بتیس حرفی بحور کا شمار بھی نہایت کم مستعمل بحور میں ہوتا ہے۔ اوّل الذکر کا ماخذ ہندی کا سرسی چھند ہے۔ ثانی الذکر (بحر نمبر ۱۹) دراصل بحر نمبر ۱۷ کی دُگنی صورت ہے جو ہندی کے نیل سروپ چھند سے مشابہ ہے۔ بحر متقارب کی چودہ حرفی صورت (بحر نمبر ۱۸) ہندی کے ساروتی چھند کے قریب ہے۔ اور تیس حرفی صورت (بحر نمبر ۲۰) جسے بحرِ میر بھی کہا جاتا ہے، نیل سروپ + ساروتی چھند کی صورت میں ترکیب پاتی ہے۔ اس قبیل کی پانچوں بحروں میں تسکین اوسط اور بعض دیگر تبدیلیوں سے جو ذیلی اوزان حاصل ہوتے ہیں، ہندی کے مذکورہ چھندان سے مکمل مطابقت نہیں رکھتے۔ مزید برآں ہندی میں بسرام کی پابندی جا بجا ہے جب کہ اُردو شعراء بسرامی بحور میں ایسی بندش سے آزاد رہے ہیں۔ بسرامی بحور کے زمرے میں ہندی نژاد بحور کے علاوہ بعض دیگر بحور بھی آتی ہیں۔ ان میں بسرام کی پابندی زیادہ خوش گوار تاثر پیدا کرتی ہے۔ حفیظؔ کے ہاں اس سفارش پر عدم توجہی کی بعض مثالیں ملاحظہ ہوں:

ع کہیں لگ نہ جائے چمن میں آ//گ ترے جنونِ بہار سے

(متفاعلن چار بار)

ع سیرِ چمن کا حاصل یہ بے// ربط سی کچھ تصویریں ہیں بس

(فاعِ فعولُن فعلُن فعلُن// فاعِ فعولُن فعلُن فعلُن)

ع اگر کوئی سن سکے بہت مخ // تصر مری داستانِ غم ہے

(فعولُ فعلُن چار بار)

ع دشتِ طلب میں راہ بہر فر// سنگ بدلتے رہتے ہیں

(فاعِ فعولُن فاعِ فعلُن// فاعِ فعولُن فعلُن فع)

وقفے کے مقام پر ایک زائد ساکن حرف لانے کی اجازت ہوتی ہے۔اس اجازت سے استفادہ حفیظؔ ہی کے ایک مصرعے میں دیکھئے۔

ع نالۂ صبح کے بغیر // گریۂ شام کے سوا

(مفتعلُن مفاعلُن دوبار)

جب کہ مذکورہ بالا (متفاعلن چار بار) مثال میں 'آگ' کا ساکن 'گ' متحرک کر کے اگلے رکن کا پہلا حرف بنا دیا گیا ہے۔راقم کی رائے کے مطابق بحر میں بسرام کا اہتمام کرتے ہوئے زائد حرفِ ساکن کو تقطیع سے خارج کر دینا چاہیے تھا اور ایک متحرک حرف کا اضافہ اس مقام پر کر کے مصرع بنانا چاہیے تھا۔لیکن اُنہوں نے شاید اپنے اس شعر کی پیروی کی ہے:

اپنا مسلک ہے جدا مسلکِ غالب سے حفیظؔ
الٹے پھر آئے درِ کعبہ اگر وا بھی ہوا

بحر مجتث کی چوبیس حرفی شکل (بحر نمبر ۲۹) کو بسرامی نہج پر استعمال کرنے کا نجانے کیوں شعراء کو خیال نہیں آیا۔ویسے یہ بحر بھی غالب کے بعد شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آئی ہے۔تسکینِ اوسط کا اختیار اس بحر میں (دوسرے اور چوتھے رکن میں) برت کر حفیظؔ نے عروض سے معمولی واقفیت رکھنے والوں کو متامل کیا ہے۔مثالیں دیکھئے:

یہ دل کی خوبیٔ قسمت، یہ تیرے غم کا مقدر
زماں زماں بے تابی، جہاں جہاں رسوائی
یہ حسنِ جذبِ محبت، یہ حاصلِ محویت
تمہی کو سامنے پایا کبھی جو آنکھ اُٹھائی
ہ میرے ہم سخنوں پر کھلا نہ رازا بھی تک
کہ نغمہ شیریں تر ہے بقدر تلخ نوائی

اس قسم کی صورتِ حال عبدالعزیز خالد کے ہاں بھی ملتی ہے۔

ایک اور مقامِ تامل ملاحظہ ہو

ع بے چارگئی حسرتِ دیدار دیکھنا

تقطیع میں بے چارگی کی 'ی' مشدد ہو جاتی ہے جو ثقہ قواعد نویسوں کے نزدیک درست نہیں یا کم از کم یہ کہ فصیح نہیں۔ اضافت والی 'ی' کو درجِ ذیل مصرع میں درست باندھا گیا ہے۔

ع سوجھا ہے بے قرارئ دل کا علاج خوب

بہر حال اُردو غزل کے جدید دور کے نمایاں شعراء میں حفیظؔ کی شناخت کا پہلو عروضی بھی بنتا ہے۔ بحور کی کثرت اور تنوع کے ساتھ ساتھ بعض شاذ بحور کا کامیاب استعمال ان کی ہنرمندی کا غماز ہے۔

حوالہ جات

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: ڈاکٹر محمد اسلم ضیاء کی کتاب 'علمِ عروض اور اردو شاعری'، اسلام آباد، مقتدرہ، ۱۹۹۷ء۔

۲۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو راقم کا مقالہ 'نغمۂ جاں - دیوان'، مطبوعہ 'شرق' مجلّہ پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور، ۱۹۹۰ء۔

۳۔ مطبوعہ اردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۷۳ء۔

۴۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: قدرؔ بلگرامی، سیّد غلام حسنین: قواعد العروض، لکھنؤ، شامِ اودھ، ۱۳۰۰ھ۔

۵۔ ایضاً

کلید

۱۔ بحر مجتث مثّمن مخبون محذوف

۲۔ بحر مضارع مثّمن اخرب مکفوف محذوف

۲۰۔ بحر ہزج مربّع اخرب مکفوف مضاعف

۲۱۔ بحر ہزج مربّع اشتر سالم مضاعف

۳۔ بحر رمل مثمّن مخبون محذوف
۴۔ بحر خفیف مسدس مجنون محذوف
۵۔ بحر ہزج مثمن سالم
۶۔ بحر رمل مسدّس مخبون محذوف
۷۔ بحر رمل مثمّن محذوف
۸۔ بحر ہزج مسدّس محذوف
۹۔ بحر ہزج مسدّس اخرب مقبوض محذوف
۱۰۔ بحر رمل مسدّس محذوف
۱۱۔ بحر ہزج مثمّن اخرب مکفوف محذوف
۱۲۔ بحر متقارب مثمّن محذوف
۱۳۔ بحر متدارک مثمّن مخبون مضاعف
۱۴۔ بحر متقارب مثمّن مقبوض مرّ تین مخنق مضاعف
۱۵۔ بحر متقارب اثرم مقبوض محذوف شانزدہ رکنی
۱۶۔ بحرِ متدارک مثمّن سالم
۱۷۔ بحر کامل مثمّن سالم
۱۸۔ بحر متقارب مثمّن سالم
۱۹۔ بحر رجز مربّع مطوی مخبون مضاعف
۲۲۔ بحر رمل مربّع مشکول سالم مضاعف
۲۳۔ بحر متقارب مثمّن اثرم مقبوض سالم
۲۴۔ بحر متقارب مثمّن اثرم مقبوض محذوف
۲۵۔ بحر متقارب مثمّن اثرم مقبوض سالم مضاعف
۲۶۔ بحر متقارب اثرم مقبوض سالم اثرم مقبوض محذوف چہاردہ رکنی
۲۷۔ بحر سریع مسدّس مطوی مکشوف
۲۸۔ بحر مضارع مربّع اخرب مکفوف مضاعف
۲۹۔ بحر مجتث مثمّن مخبون